سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

(۳)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ بنو مصطلق

شعبان ۵ ھ (۶۲۷ء): بنوخزاعہ کے حارث بن ضرار نے مسلمانوں سے جنگ کے لیے ایک لشکر جمع کر لیا تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقابلے کے لیے روانہ ہوئے۔ فتح کے بعد سات سو قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ ان میں حارث کی بیٹی برہ بھی تھیں جو انتہائی پر کشش تھیں۔ برہ حضرت ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں، لیکن ان سے بدل کتابت دے کر آزادی حاصل کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ رقم ادا کرنے کے سلسلے میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں: جونہی میں نے انھیں اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا مجھے ناگوار گزرا۔ میرے ذہن میں خیال آیا کہ ان کا حسن و جمال آپ بھی دیکھیں گے۔ برہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں زر کتابت ادا کرنے کے لیے آپ کی مدد چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: میں اس سے بہتر حل تجویز کرتا ہوں۔ مال کتابت اپنی طرف سے ادا کر کے آپ کو آزاد کراتا ہوں اور اپنے عقد میں لے لیتا ہوں۔ وہ مان کر آپ کی زوجیت میں آئیں تو آپ نے ان کا نام بدل کر جویریہ کر دیا۔

افک عائشہ

۶ ھ میں افک عائشہ کا واقعہ پیش آیا، جب حضرت عائشہ بارہ برس کی تھیں۔ غزوۂ بنو مصطلق (دوسرا نام: غزوۂ مریسیع)

کے لیے روانہ ہونے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات میں سے ایک کو ساتھ لے جانے کے لیے قرعہ ڈالا تو سیدہ عائشہ کا نام نکلا۔ چنانچہ وہ اس سفر میں آپ کے ہم رکاب ہوئیں۔ واپسی پر رات ہو گئی تو آپ نے مدینہ کے ایک قریبی مقام پر رات بسر کرنے کا حکم دیا۔ علی الصبح کوچ کا اعلان ہوا تو حضرت عائشہ رفع حاجت کے لیے باہر نکلی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی سواری کے پاس پہنچ گئی تھیں، لیکن گلے میں اپنی بہن سے مستعار لیا ہوا عقیق کا ظفاری (ظفار: یمن کا ایک شہر) ہار نہ پایا تو پلٹیں۔ ہار ڈھونڈنے میں انھیں دیر لگ گئی، واپس آئیں تو قافلہ چل پڑا تھا۔ اہل قافلہ نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ موجود ہیں، ان کے خالی کجاوے کو اونٹ پر رکھ لیا تھا۔ حضرت عائشہ اس امید میں چادر اوڑھ کر اسی جگہ پڑ گئیں کہ قافلے والے انھیں موجود نہ پا کر واپس آئیں گے۔ اسی اثنا میں حضرت صفوان بن معطل آ گئے جو کسی وجہ سے قافلے سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ اونٹ سے اترے، سیدہ عائشہ کو اوپر بٹھایا اور اونٹ کی مہار تھامے مدینہ کی طرف چل پڑے۔ دوپہر تک دونوں لشکر سے جا ملے جو مدینہ پہنچ چکا تھا۔ انھیں آتا دیکھ کر ایک ارتعاش کی کیفیت پیدا ہو گئی، منافقین نے باتیں بنانا شروع کر دیں۔ حضرت عائشہ کو ان کی بہتان طرازی کا علم نہ ہوا، گھر پہنچنے پر وہ شدید بیمار ہو گئیں۔ کچھ سادہ لوح مسلمان بھی رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کی مخالفانہ مہم کا شکار ہو گئے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری کی وجہ سے حضرت عائشہ سے کچھ نہ کہا، آپ گھر جاتے تو حضرت عائشہ کو سلام کر کے حال پوچھتے اور اپنے کام میں مصروف ہو جاتے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت ام رومان نے بھی اپنی بیٹی سے اس موضوع پر کوئی بات نہ کی۔ ایک رات حضرت عائشہ حضرت ام مسطح بنت ابورہم کے ساتھ مدینہ سے باہر رفع حاجت کے لیے مخصوص مقام مناصع کی طرف نکلیں۔ واپسی پر حضرت ام مسطح چادر میں الجھ کر گر پڑیں تو بولیں: غارت ہو مسطح۔ حضرت عائشہ حیران ہوئیں کہ یہ ایک بدری صحابی کو کیوں کوس رہی ہیں جو حضرت ابوبکر کے خالہ زاد بھی ہیں۔ حضرت ام مسطح نے پوچھا: آپ کو نہیں معلوم کہ حضرت مسطح بن اثاثہ ان کے خلاف چلائی گئی مہم میں منافقین کا ساتھ دے رہے ہیں۔ اس رات حضرت عائشہ خوب روئیں اور ان کے مرض میں شدت آ گئی۔ دوسری روایت کے مطابق گھر میں آنے والی ایک انصاریہ نے طوفان افک کی خبر دی تو حضرت عائشہ بے ہوش ہو گئیں اور انھیں لرزے کے ساتھ بخار نے آن لیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر تشریف لائے تو پوچھا: عائشہ کو کیا ہوا؟ انھیں کپکپی سے چڑھنے والے بخار کا بتایا گیا تو فرمایا: شاید اسے اپنے خلاف چلنے والی مہم کی خبر دی گئی ہے (بخاری، رقم ۴۱۴۳)۔ اس موقع پر حضرت عائشہ آپ سے اجازت لے کر والدین کے گھر آ گئیں تا کہ ان کی زبانی صورت حال جان سکیں۔ ڈیڑھ ماہ وہ وہیں مقیم رہیں۔ ابن ہشام، طبری اور ابن اثیر کی بیان کردہ تفصیل کے مطابق حضرت عائشہ حضرت ام مسطح سے ملاقات سے

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

پہلے ہی اپنے والدین کے گھر آ چکی تھیں۔

حضرت عائشہ نے اپنی والدہ سے شکوہ کیا کہ لوگ اتنی باتیں بناتے رہے اور آپ نے مجھے بتایا تک نہیں۔ انھوں نے یہ کہہ کر تسلی دی کہ بیٹی، ایک حسین و جمیل خاتون کسی کے عقد میں ہو اور اس کی سوتنیں بھی ہوں تو اس پر الزام لگا کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا: یہ تہمت سوتوں نے نہیں لگائی۔ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش نے حضرت عائشہ کے حق میں خیر ہی کہا، تاہم ان کی بہن حضرت حمنہ بنت جحش نے حضرت عائشہ پر لگی تہمت کا چرچا کیا۔ ہنگامۂ افک کے دوران میں نزول وحی میں تاخیر ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی کو بلایا اور حضرت عائشہ کے بارے میں ان کی رائے دریافت فرمائی۔ حضرت اسامہ نے کہا: وہ آپ کی اہلیہ ہیں، ہم ان کے بارے میں خیر ہی جانتے ہیں۔ حضرت علی نے کہا: یا رسول اللہ، عورتیں بے شمار ہیں (جن سے نکاح کیا جا سکتا ہے) تاہم عائشہ کی باندی بریرہ سے پوچھ لیں، وہ آپ کو صحیح بتائے گی۔ آپ کے بلانے پر آئی تو حضرت علی نے اسے ایک زوردار چپت لگا کر کہا: سچ سچ کہنا۔ حضرت بریرہ نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ ہی بولوں گی۔ اللہ کی قسم! میں عائشہ کے بارے میں اچھا ہی جانتی ہوں۔ مجھے ان کا ایک ہی عیب معلوم ہے، وہ نوعمر ہیں، میں آٹا گوندھ کر انھیں کہتی کہ اس کا دھیان رکھیں، وہ بھول کر سو جاتیں اور گھر کی پالتو بکری آ کر اسے کھا جاتی۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور اعلان فرمایا: میں اپنی اہلیہ کے بارے میں بھلا ہی جانتا ہوں۔ ان کے خلاف زبان درازی کرنے والوں سے کون نمٹے گا؟ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ نے کہا: اگر وہ میرے قبیلے کا ہوا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر خزرج کا ہوا تو بھی ہم اسے انجام تک پہنچائیں گے۔ اس موقع پر خزرج کے سردار حضرت سعد بن عبادہ کی قبائلی عصبیت بیدار ہوئی، انھوں نے بھڑک کر کہا: تم اسے ہاتھ بھی نہ لگا سکو گے۔ قبل اس کے کہ دونوں قبائل باہم جنگ و جدال کرنے لگتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پرسکون کیا۔

ایک ماہ تک منافقین کی زبانیں دراز رہیں، حضرت عائشہ کا گریہ ختم نہ ہوتا تھا، ان کی نیند اڑ چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے ملنے آئے تو فرمایا: عائشہ، اگر تم بے قصور ہو تو اللہ تمھاری براءت نازل کر دے گا اور اگر تم سے کسی غلطی کا ارتکاب ہوا ہے تو توبہ و استغفار کرو، اللہ اعتراف کرنے والوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ آپ کا ارشاد سن کر انھیں کچھ قرار آیا تو اپنے والدین سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ انھوں نے بے بس ہو کر کہا: ہماری سمجھ میں نہیں آتا، کیا جواب دیں؟ حضرت عائشہ پھر رونے لگ گئیں اور کچھ وقفے کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کے اس فرمان کو یاد کر کے خاموش ہوئیں جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے: 'فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ‘، ’’پس خوبی سے صبر کرنا ہوگا اور اللہ ہی ہے جس پر تم لوگوں کے بیان کردہ جھوٹ کے خلاف آسرا کیا جا سکتا ہے‘‘ (یوسف ۱۲: ۱۸)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سیدہ عائشہ کی براءت میں وحی نازل ہوئی۔ آپ کو وحی کی شدت سے افاقہ ہوا، سخت سرد دن میں پیشانی مبارک پر پسینہ موتیوں کی طرح چمک رہا تھا۔ آپ مسکرائے اور فرمایا: عائشہ، اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمھیں بری قرار دیا ہے۔ اس موقع پر حضرت ام رومان نے ان سے کہا: کھڑے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بجا لاؤ۔ حضرت عائشہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا: میں اللہ کی حمد کرتی ہوں جس نے مجھے پاک دامن قرار دیا (بخاری، رقم ۴۱۴۱، ۴۷۵۷)۔ مجھے امید نہ تھی کہ میری براءت میں وحی نازل ہوگی۔ میرا خیال تھا کہ خواب میں آپ پر حقیقت واضح کر دی جائے گی۔ اللہ کی طرف سے حضرت عائشہ کی پاک دامنی کی گواہی آئی تو وہ اپنے گھر لوٹ آئیں۔

منافقین کی غرض و غایت یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے درمیان اختلاف پیدا کیا جائے۔ عام مسلمانوں کے دلوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل بیت کے بارے میں بدگمانی پیدا کی جائے اور انصار و مہاجرین میں نزاع پیدا کر کے اہل مدینہ کو اسلام سے دور کیا جائے۔ اصل مقصد آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو نقصان پہنچانا تھا، ورنہ حضرت عائشہ کی بے گناہی اظہر من الشّمس تھی۔ جن لوگوں نے حضرت عائشہ کے خلاف بہتان طرازی میں حصہ لیا، ان سب پر اسی درے حد قذف جاری کی، حضرت مسطح بن اثاثہ، حضرت حسان بن ثابت اور حضرت حمنہ بنت جحش ان میں شامل تھے۔ حضرت عائشہ نے ان اصحاب کی یہ لغزش معاف کر دی، بینائی چلے جانے کے بعد حضرت حسان حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ بہت عزت و اکرام سے پیش آئیں۔ ایک بار عروہ نے حضرت عائشہ کی موجودگی میں حضرت حسان کو گالی دی تو انھوں نے کہا کہ انھیں گالی مت دو، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا کرتے تھے (بخاری، رقم ۳۵۳۱)۔ حضرت حسان بن ثابت حضرت عائشہ کے پاس بیٹھے اپنے اشعار سنا رہے تھے کہ ان کے شاگرد مسروق نے کہا: آپ نے حسان کو اندر کیوں آنے دیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ‘، ’’ان میں سے جو فتنۂ افک کا سرخیل ہوا ہے، اسے ایک بڑا عذاب ہوگا‘‘ (النور ۲۴: ۱۱)۔ حضرت عائشہ نے فرمایا: اندھے پن سے بڑا عذاب کیا ہوگا؟ (بخاری، رقم ۴۱۴۶)۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ علما اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عائشہ کی براءت نازل ہونے کے بعد بھی ان کی عیب جوئی کرنے والا کافر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ باقی ازواج مطہرات کے بارے میں یہی اصول ہوگا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

غزوۂ خیبر

۷ھ: فتح خیبر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ اور دیگر ازواج کو اسی وسق (دوسو وسق: ابن ہشام، ایک وسق: ساٹھ صاع، ایک صاع: ۲.۴ کلو) کھجوریں اور بیس وسق جو (یا گندم) عطا کیں۔ اپنے عہد حکومت میں حضرت عمر نے (یہودیوں کو جلا وطن کرنے کے بعد) خیبر کی سرزمین بانٹی تو ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ اراضی اور کنویں لے لیں یا پہلے کی طرح غلہ حاصل کرتی رہیں۔ کچھ ازواج نے وسق لینے پسند کیے، جب کہ حضرت عائشہ نے اراضی لی (بخاری، رقم ۲۳۲۸)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ خیبر (یا غزوۂ تبوک) سے واپس تشریف لائے تو آپ کی نظر حجرۂ سیدہ عائشہ کے کونے پر پڑی جس کا پردہ ہوا سے اڑ گیا تھا۔ وہاں کئی گڑیاں پڑی تھیں۔ حضرت عائشہ نے بتایا: یہ میری بیٹیاں ہیں۔ آپ نے ایک گھوڑا بھی دیکھا جس کو پر لگے ہوئے تھے۔ فرمایا: گھوڑے کو پر؟ حضرت عائشہ بولیں: آپ نے سنا نہیں، حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے۔ آپ خوب مسکرائے حتیٰ کہ دندان مبارک نمایاں ہو گئے (ابوداؤد، رقم ۴۹۳۱)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت عائشہ فرماتی ہیں: عید کا روز تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمرے میں تشریف لائے تو میرے پاس دو لڑکیاں وہ ترانے سنا رہی تھیں جو انصار نے جنگ بعاث میں گائے تھے۔ آپ رخ مبارک دوسری طرف کر کے بستر پر لیٹ گئے۔ اسی اثنا میں میرے والد ابوبکر آئے اور مجھے ڈانٹا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شیطان کا باجا بج رہا ہے۔ آپ نے ان کو منع کیا اور فرمایا: ابوبکر، ہر قوم کا ایک خوشی کا دن ہوتا ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ ابوبکر کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو میں نے لڑکیوں کو جانے کا اشارہ کر دیا (بخاری، رقم ۹۴۹، ۹۵۲)۔ اس روایت سے قبل حبشی قبیلے بنو ارفدہ کے کرتب دکھانے کا واقعہ بیان ہوا۔ ابن حجر نے اس کا سن وقوع ۷ھ متعین کیا، لیکن اس سے ملتے جلتے اس واقعے کے زمانے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا۔

حضرت عائشہ اور تیمّم کا حکم

۷ھ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک سفر (غزوۂ ذات الرقاع) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ جب ہم بیدا یا ذات الجیش کے مقام پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا (جو میں اپنی بہن اسماء سے مانگ کر لائی تھی)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہار ڈھونڈنے کے لیے رک گئے اور صحابہ نے بھی سفر روک دیا۔ وہاں پانی کا کوئی چشمہ یا کنواں نہ تھا۔ لوگ حضرت ابوبکر کے پاس شکایت لائے کہ دیکھیں، عائشہ نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم اور لوگوں کو ایسی جگہ لا کھڑا کیا جہاں پانی تک نہیں۔ حضرت ابوبکر حضرت عائشہ کے پاس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ران پر سر رکھے سو رہے تھے۔ انھوں نے اپنی بیٹی کو خوب ملامت کی اور ان کے پہلو میں کچوکے لگائے۔ آپ کا سر ٹکا ہونے کی وجہ سے وہ ہل بھی نہ سکیں۔ اسی حالت میں کہ پانی میسر نہ تھا، صبح ہو گئی۔ تب اللہ نے آیت تیمّم نازل کی۔ حضرت اسید بن حضیر (جنھیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہار ڈھونڈنے کے لیے بھیجا تھا) بولے: آل ابوبکر، یہ تمھاری پہلی برکت نہیں، جب حضرت عائشہ کی سواری والے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اس کے نیچے سے برآمد ہوا (بخاری، رقم ۳۳۴)۔ روایت میں بیدا اور ذات الجیش کی آبادیوں کے نام آئے جہاں پانی ہونا لازمی تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ پڑاؤ کے قریب ترین مقامات تھے، قافلے کا عین آبادی میں اترنا لازم نہیں۔ ابن سعد اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بھی غزوۂ بنو مصطلق میں پیش آیا۔ ایک ہی غزوہ میں ہار کے دو دفعہ گم ہونے کو ذہن قبول نہیں کرتا، اس لیے ابن جوزی اور ابن قیم کی تحقیق درست معلوم ہوتی ہے کہ یہ الگ واقعہ ہے جو افک کے دو برس بعد غزوۂ ذات الرقاع میں پیش آیا۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ، امین اللہ وثیر)، Wikipedia, the free encyclopedia۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org